إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَا وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا ﴿٤﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ
يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ﴿٥﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ
اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ﴿٦﴾ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ
شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ﴿٧﴾ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا
وَأَسِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ﴿٩﴾ إِنَّا
نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ﴿١٠﴾ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ
الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ﴿١١﴾ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ﴿١٢﴾

یقیناً ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور شعلوں والی آگ تیار کر رکھی ہے ○ بیشک نیک لوگ وہ جام پئیں گے جس کی ملونی کافور کی ہے ○ جو ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے اس کی نہریں نکال لی جائیں گی (جدھر چاہیں) ○ جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چوطرف پھیل جانے والی ہے ○ اور اللہ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین یتیم اور قیدیوں کو ○ ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گذاری ○ بے شک ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو تنگی ترشی اور سختی والا ہوگا ○ پس انہیں اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برائی سے بچالیا اور انہیں تازگی اور خوشی پہنچائی ○ اور انہیں اپنے صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے ○

زنجیریں طوق اور شعلے : ☆☆ (آیت: ۴-۱۲) یہاں اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ اس کی مخلوق میں سے جو بھی اس سے کفر کرے اس کے لئے زنجیریں طوق اور شعلوں والی بھڑکتی ہوئی تیز آگ تیار ہے۔ جیسے اور جگہ ہے اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ وَالسَّلٰسِلُ یُسْحَبُوْنَ فِی الْحَمِیْمِ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ جبکہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور بیڑیاں ان کے پاؤں میں ہوں گی اور یہ حمیم میں گھسیٹے جائیں گے پھر جہنم میں جلائے جائیں گے' ان بدنصیبوں کی سزا کا ذکر کر کے اب نیک لوگوں کی جزا کا ذکر ہو رہا ہے کہ انہیں وہ جام پلائے جائیں گے جن کی ملنوی کافور نامی نہر کے پانی کی ہوگی' ذائقہ بھی اعلیٰ' خوشبو بھی عمدہ اور فائدہ بھی بہتر' کافور کی سی ٹھنڈک اور سونٹھ کی سی خوشبو۔ کافور ایک نہر کا نام ہے' جس سے خدا کے خاص بندے پانی پیتے ہیں اور صرف اسی سے آسودگی حاصل کرتے ہیں اسی لئے یہاں اسے ب سے متعدی کیا اور تمیز کی بنا پر عینا پر نصب دیا۔ یہ پانی اپنی خوشبو میں مثل کافور کے ہے یا یہ ٹھیک کافور ہی ہے اور عَیْنًا کا زیر یشرب کی وجہ سے ہے پھر اس نہر تک انہیں آنے کی ضرورت نہیں' یہ اپنے باغات میں مکانات میں مجلسوں میں بیٹھکوں میں جہاں بھی جائیں گے اسے لے جائیں گے اور وہیں وہ پہنچ جائے گی۔ تفجیر کے معنی روانی اور اجرائے ہیں جیسے آیت حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا میں اور فَجَّرْنَا خِلٰلَھُمَا میں۔

پھر ان لوگوں کی نیکیاں بیان ہو رہی ہیں کہ جو عبادتیں خدا کی طرف سے ان کے ذمہ تھیں وہ بجا ہی لاتے تھے بلکہ جو چیز یہ اپنے اوپر کر لیتے اسے بھی بجا لاتے یعنی نذر بھی پوری کرتے' حدیث میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے وہ پوری کرے اور جو نافرمانی کی نذر مانے اسے پوری نہ کرے۔ امام بخاری نے اسے امام مالک کی روایت سے بیان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بھاگتے رہتے ہیں کیونکہ قیامت کے دن کا ڈر ہے جس کی گھبراہٹ عام طور پر سب کو گھیر لے گی اور ہر ایک ایک الجھن میں پڑ جائے گا مگر جس پر خدا کا رحم ہو

ہو، زمین و آسمان تک ہول رہے ہوں گے اِسۡتِطَار کے معنی ہی ہیں پھیل جانے والی اور اطراف کو گھیر لینے والی' کہ یہ نیک وکار اللہ کی محبت میں مستحق لوگوں پر اپنی طاقت کے مطابق خرچ بھی کرتے رہتے تھے اور لا کی ضمیر کا مرجع بعض لوگوں نے طعام کو بھی کہا ہے لفظاً زیادہ ظاہر بھی یہی ہے یعنی باوجود طعام کی محبت اور خواہش وضرورت کے راہ للہ غرباء اور حاجت مندوں کو دے دیتے ہیں۔ جیسے اور جگہ ہے وَاٰتَی الۡمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ یعنی مال کی چاہت کے باوجود اسے راہ للہ دیتے رہتے ہیں۔ اور فرمان ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ یعنی تم ہرگز بھلائی حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی چاہت کی چیزیں راہ للہ خرچ نہ کرو۔ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار پڑے آپ کی بیماری میں انگور کا موسم آیا جب انگور بکنے لگے تو آپ کا دل بھی چاہا کہ میں انگور کھاؤں تو آپ کی بیوی صاحبہ حضرت صفیہؓ نے ایک درہم کے انگور منگائے' آدمی لے کر آیا اس کے ساتھ ہی ساتھ ایک سائل بھی آ گیا اور اس نے آواز دی کہ میں سائل ہوں' حضرت عبداللہؓ نے فرمایا یہ سب اسی کو دے دو چنانچہ دے دیئے گئے پھر دوبارہ آدمی گیا اور انگور خرید لایا اب کی مرتبہ بھی سائل آ گیا اور اس کے سوال پر اسی کو سب کے سب انگور دے دیئے گئے لیکن اب کی مرتبہ حضرت صفیہؓ نے سائل کو کہلوا بھیجا کہ اگر اب آئے تو تمہیں کچھ نہ ملے گا چنانچہ تیسری مرتبہ ایک درہم کے انگور منگوائے گے (بیہقی)۔

اور صحیح حدیث میں ہے کہ افضل صدقہ وہ ہے جو تو اپنی صحت کی حالت میں باوجود مال کی محبت کے باوجود امیری کی چاہت اور افلاس کے خوف کے راہ للہ دے یعنی مال کی حرص بھی ہو حب بھی ہو اور چاہت وضرورت بھی ہو پھر بھی راہ للہ اسے قربان کر دے۔ یتیم اور مسکین کسے کہتے ہیں؟ وغیرہ اس کا مفصل بیان پہلے گذر چکا ہے۔ قیدی کی نسبت حضرت سعید وغیرہ تو فرماتے ہیں مسلمان اہل قبلہ قیدی مراد ہے' لیکن ابن عباسؓ وغیرہ کا فرمان ہے اس وقت قیدیوں میں سوائے مشرکین کے اور کوئی مسلم نہ تھا۔ اور اسی کی تائید اس حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ حضورؐ نے بدری قیدیوں کے بارے میں اپنے اصحاب کو فرمایا تھا کہ ان کا اکرام کرو چنانچہ کھانے پینے میں صحابہ خود اپنی جانوں سے بھی زیادہ ان کا خیال رکھتے تھے۔ حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں اس سے مراد غلام ہیں۔ امام ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ بہ سبب آیت کے عام ہونے کے اسی کو پسند کرتے ہیں اور مسلم مشرک سب کو شامل کرتے ہیں غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ احسان وسلوک کرنے کی تاکید بہت سی حدیثوں میں آئی ہے بلکہ رسول اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کی آخری وصیت اپنی امت کو یہی ہے کہ نمازوں کی نگہبانی کرو اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان کا پورا خیال رکھو۔ یہ اس نیک سلوک کا نہ تو ان لوگوں سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ بلکہ اپنے حالؔ سے گویا اعلان کر دیتے ہیں کہ ہم تمہیں صرف راہ للہ دیتے ہیں اس میں ہماری ہی بہتری ہے کہ اس سے رضائے رب اور مرضی مولا ہمیں حاصل ہو جائے ہم ثواب اور اجر کے مستحق ہو جائیں۔

حضرت سعید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں خدا کی قسم یہ بات وہ لوگ منہ سے نہیں نکالتے یہ دلی ارادہ ہوتا ہے جس کا علم خدا کو ہے تو خدا نے اسے ظاہر فرما دیا کہ اور لوگوں کی رغبت کا باعث بنے' یہ پاک باز جماعت خیرات وصدقات کر کے اس دن کے عذابوں اور ہولناکیوں سے بچنا چاہتی ہے جو ترش رو تنگ وتاریک اور طول طویل ہے ان کا عقیدہ ہے کہ اس بنا پر خدا پر رحم کرے گا اور اس محتاجی اور بے کسی والے دن ہمیں ہماری یہ نیکیاں کام آئیں گی۔ حضرت ابن عباسؓ سے عَبُوۡس کے معنی تنگی والا اور قَمۡطَرِیۡر کے معنی طول طویل مروی ہے۔ عکرمہ فرماتے ہیں کافر کا منہ اس دن بگڑ جائے گا اس کی تیوری چڑھ جائے گی اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے عرق بہنے لگے گا جو مثل روغن گندھک کے ہوگا۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں ہونٹ چڑھ جائیں گے اور چہرہ سمٹ جائے گا۔ حضرت سعیدؒ اور حضرت قتادہؒ کا قول ہے کہ بوجہ

گھبراہٹ اور ہولناکیوں کے صورت بگڑ جائے گی پیشانی تنگ ہو جائے گی۔

ابن زیدؒ فرماتے ہیں برائی اور سختی والا دن ہوگا لیکن سب سے واضح بہتر نہایت مناسب بالکل ٹھیک قول حضرت ابن عباسؓ کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قمطریر کے لغوی معنی امام ابن جریرؒ نے شدید کے کئے ہیں یعنی بہت سختی والا۔ ان کی اس نیک نیتی اور پاک عمل کی وجہ سے خدا نے انہیں اس دن کی برائی سے بال بال بچا لیا اور اتنا ہی نہیں بلکہ انہیں بجائے ترش روئی کے خندہ پیشانی اور بجائے دل کی ہولناکی سے اطمینان و سرور قلب عطا فرمایا۔ خیال کیجئے کہ یہاں عبارت میں کس قدر بلیغ تجانس کا استعمال کیا گیا ہے اور جگہ ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ اس دن بہت سے چہرے چمکیلے ہوں گے جو ہنستے ہوئے اور خوشیاں مناتے ہوئے ہوں گے یہ ظاہر ہے کہ جب دل مسرور ہوگا تو چہرہ کھلا ہوا ہوگا۔ حضرت کعب بن مالکؓ کی لمبی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ کو جب کبھی کوئی خوشی ہوتی تو آپ کا چہرہ چمکنے لگتا اور ایسا معلوم ہوتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔ حضرت عائشہؓ کی لمبی حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ میرے پاس آئے چہرہ خوشی سے منور ہو رہا تھا اور مکھڑے مبارک کی رگیں چمک رہی تھیں۔ پھر فرماتا ہے ان کے صبر کے اجر میں انہیں رہنے سہنے کو وسیع جنت پاک زندگی اور پہننے اوڑھنے کو ریشمی لباس ملا۔ ابن عساکر میں ہے کہ ابو سلیمان درانی کے سامنے اس سورت کی تلاوت ہوئی جب قاری نے اس آیت کو پڑھا تو آپ نے فرمایا انہوں نے دنیاوی خواہشوں کو چھوڑ کر کہا تھا پھر یہ اشعار پڑھے۔

كَمْ قَتِيلٍ لِّشَهْوَةٍ وَّاَسِيْرٍ — اُفٍّ مِّنْ مُّشْتَهِي خِلَافَ الْجَمِيْلِ

شَهَوٰتُ الْاِنْسَانِ تُوْرِثُهُ الذُّلَّ — وَتُلْقِيْهِ فِي الْبَلَاءِ الطَّوِيْلِ

افسوس شہوت نفس نے اور بھلائیوں کے خلاف برائیوں کی چاہت نے بہت سوں کا گلا گھونٹ دیا اور کئی ایک کو پابجولاں کر دیا نفسانی خواہشیں ہی ہیں جو انسان کو بدترین ذلت و رسوائی اور بلا و مصیبت میں ڈال دیتی ہیں۔

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ﴿۱۵﴾

یہ وہاں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے بیٹھیں گے نہ وہاں آفتاب کی گرمی دیکھیں نہ جاڑے کی سختی ○ ان جنتوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور ان کے میوے دار گچھے نیچے لٹکائے ہوئے ہوں گے ○ اور ان پر چاندی کے برتنوں اور ان جاموں کا دور کرایا جائے گا جو شیشے کے ہوں گے ○

دائمی خوشگوار موسم اور مسرتوں سے بھرپور زندگی: ☆☆ (آیت: ۱۳-۱۶) اہل جنت کی نعمت، راحت، ان کے ملک و مال اور جاہ و منال کا ذکر ہو رہا ہے کہ یہ لوگ بہ آرام تمام پورے اطمینان اور خوش دلی کے ساتھ جنت کے مرصع اور مزین جڑاؤ تختوں پر بے فکری سے تکیے لگائے سرور اور راحت سے بیٹھے مزے لوٹ رہے ہوں گے، سورۂ والصافات کی تفسیر میں اس کی پوری شرح گذر چکی ہے وہیں یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ اتّکا سے مراد لیٹنا ہے یا کہنیاں ٹکانا ہے یا چار زانو بیٹھنا ہے یا کمر لگا کر ٹیک لگانا ہے اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ اَرَائِكُ چھپر کھٹوں کو کہتے ہیں پھر ایک اور نعمت بیان ہو رہی ہے کہ وہاں نہ تو سورج کی تیز شعاؤں سے انہیں کوئی تکلیف پہنچے نہ جاڑے کی بہت سرد ہوائیں انہیں ناگوار گذریں بلکہ بہار کا سا موسم ہر وقت اور ہمیشہ رہتا ہے، گرمی سردی کے جھمیلوں سے الگ ہیں، جنتی درختوں کی شاخیں جھوم جھوم کر ان پر